Fikr-o-Nasar (Islamabad) 16:5 (1978)

پوسٹ مارٹم، اعضاء کی پیوندکاری اور خون چڑھانا

حکومت اردن کی مجلس افتاء کا متفقہ فیصلہ

ترجمہ : سید وصی مظہرندوی

سوال : پوسٹ مارٹم، کسی مردہ یا زندہ انسان کا عضو کسی دوسرے شخص میں اس کی زندگی کو بچانے یا اس کے اعضاء کو سلامت رکھنے کے لئے منتقل کرنے، یا کسی زندہ انسان کا خون دوسرے انسان میں داخل کرنے کا شرعی حکم کیا ہے ؟

جواب : سوال میں مذکور مسائل ان نئے معاملات میں سے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ہمارے سلف صالح کے زمانے میں موجود و معلوم نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان جیسے معاملات کے بارے میں کوئی متعین حکم منقول نہیں ہے۔ چنانچہ کتاب اللہ اور سنت میں نہ کوئی ایسی نص موجود ہے جو اعضاء کی منتقلی کو جائز کرتی ہو اور نہ ایسی نص موجود ہے جو اس سے منع کرتی ہو۔ لہذا ان مسائل کا حکم شریعت کی عمومی ہدایات اور دلائل ہی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

مملکت اردنیہ ہاشمیہ کی مجلس افتاء کی رائے یہ ہے کہ سوال میں مذکور امور یعنی پوسٹ مارٹم، اعضاء اور خون کی منتقلی شرعاً جائز ہیں۔ اس رائے کے دلائل حسب ذیل ہیں :

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اولاً یہ کہ : علماء کے نزدیک چونکہ انسانی جان کی حفاظت واجب ہے لہذا ایک مسلمان کی زندگی کو بچانے یا اس کے کسی عضو کو سلامت(۱) رکھنے کے لئے کسی زندہ یا مردہ کے عضو کا منتقل کرنا اگر ضروری ہو جائے تو اس پیوند کاری کو ضرورۃً جائز تصور کیا جائے گا۔

ثانیاً یہ کہ : روح شریعت اور اس کے عمومی قواعد بھی اس جواز کا تقاضا کرتے ہیں، مثلاً درج ذیل عمومی قواعد :

۱ - ''ضرورت،، ممنوع شئی کو جائز کردیتی ہے۔ (الضرورات تبیح المحظورات)

۲ - ''ضرورت،، کو بس بقدر ضرورت تسلیم کیا جائیگا (الضرورات تقدر بقدرها)

۳ - ''ضرورت،، کے لئے مخصوص احکام ہیں (للضرورۃ احکام)

۴ - جب کوئی معاملہ تنگی کا موجب بنتا ہے تو اس میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے۔ (اذا ضاق الامر اتسع)

۵ - مشقت سہولت پیدا کرنے کو لازم ٹھہراتی ہے (المشقة توجب التيسير)

۶ - کم تر نقصان (برائی) کو گوارا کر لینا قابل اعتراض نہیں (لا ینکر ارتکاب اخف الضررین)

ثالثاً یہ کہ : قتل کا پتہ چلانے کے لئے یا کسی مرض کی حقیقت معلوم کرکے اس مرض میں گرفتار دوسرے مریضوں کا علاج کرنے کے لئے، اسی طرح ایسی تمام صورتوں میں جب کہ کوئی عمومی یا مخصوص فائدہ حاصل

ہو سکتا ہو، علماء متقدمین و متأخرین نے مردہ شخص کے پوسٹ مارٹم کو جائز قرار دیا ہے۔

نیز فقہاء حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سب نے وفات پاجانے والی ماں کے پیٹ میں زندہ بچہ کو یا مرنے والے کے پیٹ میں موجود کسی قیمتی شئی کو نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب علماء نے نگلے ہوئے مال کو جس کی مقدار نصاب زکات یا نصاب سرقہ (یعنی محض ربع دینار یا تین درہم) کے برابر ہو نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے تو پھر جان بچانے یا کسی عضو کی سلامتی یا کسی جرم کا پتہ چلانے کے لئے پوسٹ مارٹم بدرجہ اولی جائز ہونا چاہئے۔

اس سلسلہ میں فقہاء کی عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

(الف) رد المحتار علی الدر المختار میں جو احناف کی معتمد علیہ کتب میں سے ہے لکھا ہے کہ:

حامل ماتت و ولدها حی یضطرب، ای فی بطنها، یشق بطنها من الایسر و یخرج ولدها، ولو بالعکس و خیف علی الام، ای من الهلاك، قطع، ای الجنین، واخرج ولو میتا، ولو بلع مال غیره ومات هل یشق ام لا ؟ قولان ! الاول نعم (ج ۱ ص م ٦٠)

حاملہ عورت مرگئی اس کا بچہ پیٹ میں زندہ متحرک ہے تو اس کا پیٹ بائیں جانب سے چاک کیا جائے گا اور بچہ کو نکال لیا جائے گا اگر اس کے برعکس ماں کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو بچہ کو کاٹ کر زندہ یا

مردہ نکال لیا جائے گا۔ اور اگر کسی نے غیر کا مال نگل لیا ہو اور پھر مرگیا ہو تو کیا اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا؟ اس کے بارے میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ ہاں (اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا)۔

(ب) مالکیہ کی کتابوں میں ''متن خلیل،، کی کتاب الجنائز میں لکھا ہے:

بقر عن مال کثر ثبت بالبینة او بشاھد و یمین قال الخرشی فی شرحه والحطاب ج ۲ آخر کتاب الجنائز (البقر عبارة عن شق جوف المیت) یعنی ان من ابتلع مالاً له او لغیره ثم مات فانه یشق جوفه فیخرج منه ان کان له قدر ذو بال بان یکون نصابا ای کنصاب الزکاة، و قیل کنصاب السرقة ای ربع دینار وھو ما یساوی ثلاثة دراھم، ثم اورد مسألة شق بطن الحامل التی ماتت و فی بطنها جنین حی و ذکر بان بعض ائمة المذھب منع شق بطن الحامل فی ھذہ الحال وبقیة ائمة المالکیة اجازوا ذلك۔

(مردہ کا) ''پیٹ چاک کرکے ایسے مال کو نکالا جائے گا جو زیادہ ہو اور پیٹ میں جس کی موجودگی دو گواہوں یا ایک گواہ اور قسم سے معلوم ہوئی ہو۔ خرشی نے اپنی شرح میں اور الحطاب نے ج ۲ کتاب الجنائز کے آخر میں البقر کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد مردہ کا پیٹ چاک کرنا ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنا یا پرایا مال نگل لیا پھر مر گیا تو پیٹ چاک کرکے مال نکالا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ قابل لحاظ مقدار مثلاً کسی نصاب کے برابر ہو،

زکات کے نصاب کے برابر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرقہ کے نصاب یعنی ۱/۴ دینار جو تین درہم کے مساوی ہوتا ہے کے برابر ہو۔ اس کے بعد

انہوں نے اس حاملہ کے پیٹ کے چاک کرنے کے مسئلہ کا ذکر کیا ہے جس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو اور یہ بتایا ہے مالکی فقہ کے بعض ائمہ نے تو اس کو ناجائز بتایا ہے جب کہ باقی مالکی ائمہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔،،

(ج) المذہب جو شوافع کی معتمد کتب میں سے ہے اس کی کتاب الجنائز ج ۱ صفحہ ۱۳۸ پر لکھا ہے :

و ان ابتلع المیت جوہرۃ لغیرہ و طالب صاحبہا بہا شق جوفہ و ردت الجوہرۃ ۔
اور اگر مرنے والے نے کسی دوسرے شخص کا کوئی قیمتی پتھر نگلا تھا پھر مرگیا اگر اس پتھر کا مالک واپسی کا مطالبہ کرے تو مرنے والے کا پیٹ چاک کرکے پتھر نکال کر مالک کو واپس لوٹایا جائے گا۔

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے :

و ان ماتت امراۃ و فی جوفہا جنین حی شق جوفہا لانہ استبقاء حی باتلاف جزء من المیت فاشبہ اذا اضطر لاکل جزء من المیت ۔
اور اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ موجود ہو تو اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا کیونکہ یہ ایک زندہ ہستی کو مردہ کے ایک جزء کو ضائع کرکے بچانا ہے یہ صورت ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لئے کسی مردہ کا کوئی حصہ کھانے پر مجبور ہو جائے ۔(۲)

(د) ابن قدامہ حنبلی نے اپنی مشہور کتاب المغنی میں لکھا ہے :

وان بلع المیت مالاً فان کان یسیراً و ان کثرت قیمتہ شق بطنہ و اخرج لان فیہ حفظ المال من الضیاع و نفع الورثۃ الذین تعلق حقہم بمالہ بمرضہ ۔

ای بمرض موتہ ج - ۲ - ص ۴۵۹

کسی مرنے والے نے کوئی مال نگل لیا اگر وہ معمولی مقدار میں ھے (تو اسے چھوڑ دیا جائے گا) لیکن اگر اس کی قیمت زیادہ ھے تو اس کا پیٹ چاک کرکے اس کو نکالا جائے گا کیونکہ یہ مال کو ضائع ہونے سے بچانا اور ان وارثوں کو فائدہ پہنچانا ھے جن کا حق مرنے والے کے مرض الموت کے باعث اس کے مال سے متعلق ہوچکا ھے۔

ھمارے فتوی کی مخالفت میں یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ بعض دلائل سے پوسٹ مارٹم یا کسی مردہ شخص کے کسی عضو کو زندہ کے جسم میں منتقل کرنے کا عدم جواز ثابت ہوتا ھے۔ مثلاً یہ دلیل کہ اسلامی شریعت نے انسان کو محترم قرار دیا ھے۔ اور اس کے احترام کو مجروح کرنے والے امور سے منع کیا ھے۔ ارشاد ربانی ھے ولقد کرمنا بنی آدم (آیت ۷۰ سورہ بنی اسرائیل) یقیناً ھم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ھے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ھے۔ اس کو ابوداؤد نے مسلم کے شرائط کے مطابق اور نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ھے۔

کسر عظم المیت ککسر عظم الحی

مردہ کے جسم کی ھڈی توڑنا زندہ کی ھڈی توڑنے جیسا ھی ھے، (آپ کی مراد حرمت میں مماثلت سے ھے۔)

اسی طرح ابن مسعود کی وہ روایت ھے جس کو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ھے۔

اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ۔

مومن کو اس کی موت میں ایذا دینا ایسا ھی ھے جیسے اس کو زندگی میں

میں ایذا دی جائے۔

ان دلائل سے استدلال اس لئے درست نہیں کہ مذکورۃ الصدر آیت کریمہ اور دونوں حدیثوں کا مقصد میت کے احترام کی تاکید ہے اور اس کی اهانت یا مثلہ بنانے سے اجتناب پر زور دینا ہے۔ چنانچہ ہڈی توڑنے سے منع کرنے والی حدیث جس واقعہ سے متعلق ہے اس سے بھی ہمارے نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھدائی کرنے والے کو دیکھا کہ وہ کسی جائز شرعی ضرورت کے بغیر میت کی ہڈی توڑ رہا ہے، تو آپ نے اس کو مخاطب کرکے فرمایا ''مردہ کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے ہی جیسا ہے''۔

لیکن ہم جس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں اس کا تعلق اهانت سے نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تو مسئلہ ایک انسان کی زندگی بچانے یا اس کے عضو کی سلامتی کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قدیم علماء نے دونوں صورتوں میں واضح امتیاز کے صحیح فہم و شعور کی بنا پر کسی بھی مشروع مقصود مثلاً کسی قیمتی شئی کو یا زندہ بچہ کو نکالنے کی غرض سے پیٹ چاک کرنے کو جائز ٹھہرایا ہے۔

ان تمام تفصیلات کے پہلو بہ پہلو مجلس افتاء واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اعضاء کی پیوندکاری اور پوسٹ مارٹم کا جواز درج ذیل شرائط کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ ان کے بغیر احترام میت کے اسلامی آداب کی پابندی ممکن نہیں۔ نیز انہی شرائط کے ذریعہ بے مقصد تصرف اور اهانت آمیز اقدامات سے روکا جا سکتا ہے۔

(۱) جو شخص اپنی زندگی میں اپنے کسی عضو یا اعضاء کو اپنے

مرنے کے بعد کسی دوسرے کو دینے پر رضامند ہو اس کی جانب سے تحریری منظوری پھر مرنے کے بعد اس کے والدین میں کسی ایک یا اس کے سر پرست کی اور نامعلوم شخصیت ہونے کی صورت میں مسلمان حاکم کی منظوری۔

(۲) جس کو عضو دیا جارہا ہو وہ اس عضو کا ضرورت مند ہو یا اس کے کے حصول کے لئے مضطر ہو اور یہ کہ اس کی زندگی یا جسم کے کسی نظام کی سلامتی اس عضو پر موقوف ہو نیز مذکورہ بالا ضرورت اور اضطرار کی تصدیق کسی ایسے بورڈ کی جانب سے ہونی چاہئے جس کے تدین، علم اور تجربہ پر اعتماد کیا جا سکے۔

(۳) جس کا عضو یا خون حاصل کیا جا رہا ہو وہ اگر بقید حیات ہو تو کسی ایسے عضو کو منتقل کرنا جائز نہ ہوگا جو زندگی کے لئے بنیادی اہمیت کا حامل ہو۔(۳) اور جس کے باعث خود عضو دینے والے کی زندگی خطرہ میں پڑ جائے، خواہ عضو کی ایسی منتقلی متعلق شخص کی رضا مندی ہی سے کیوں نہ کی جارہی ہو۔

(۴) عضو کی اس منتقلی سے عضو دینے والے شخص کے جسم میں کوئی غیر معمولی بد نمائی پیدا نہ ہو۔

(۵) عضو کی یہ تبدیلی یا خون کا عطیہ محض رضاکارانہ ہو اس کے بدلے کوئی مادی معاوضہ نہ لیا جائے، اور نہ کوئی دوسرا مادی فائدہ پیش نظر ہو۔

مزید برآں ''مجلس افتاء،، اس امر کی یاد دھانی کرانا اپنا فرض تصور کرتی ہے کہ پوسٹ مارٹم اعضاء کی پیوندکاری اور خون کی منتقلی میں بے حد احتیاط برتنی چاہئے، سہل انگاری کے ساتھ اس کے دائرہ کو وسیع تر کرتے چلے جانا قطعاً غلط ہے، اس کے بجائے اس عمل کو بس ''ضرورت،، کی حد تک

محدود رکھنا چاھئے کیونکہ جوازکی علت ''ضرورت،، ھے لھذا جواز اور عدم جواز ''ضرورت ،،کی موجودگی یا عدم موجودگی پر موقوف ھیں، جو ڈاکٹر یا اطباء اس کام کے نگراں ھوں ان کو اللہ تعالی سے ڈرنا چاھئے، جو نہایت باریک بین ھے اور جس کی قدرت ھمہ گیر ھے، اللہ تعالی ھم سب کی صحیح رھنمائی فرمائے۔

محمد عبدہ ھاشم	محمد ابو سردانہ	عزالدین الخطیب
اسعد بیوض التمیمی	ابراھیم زید الکیلانی	عبدالسلام العبادی

یسں درادکہ

حوالہ جات

۱۔ محض کسی عضو کی سلامتی کے لئے دوسرے کے عضو کی منتقلی کے لئے فتوی میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے البتہ ایسے اعضاء جن پر زندگی کا دارومدار ہے ان کی منتقلی کے جواز کے لئے ''انسانی جان کی حفاظت کے وجوب،، سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ (مترجم)

۲۔ فتوی میں فقہاء کے جتنے اقوال کو نقل کیا گیا اس میں صرف مرنے والے کے جسم کی بے حرمتی کو ضرورتاً جائز کیا گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم کے جواز کے لئے یہ جزئیات دلیل بن سکتی ھیں لیکن کوئی زندہ شخص کسی حرام شئی (دوسرے انسان کا خون یا اعضاء) کو استعمال کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اس کا جواب متن میں درج کردہ متفقہ علیہ مسئلے (جان بچانے کے لئے حرام شئی کے استعمال کے جواز) کی روشنی میں یہ ہے کہ جان بچانے کے لئے ان حرام اشیاء کو استعمال کر سکتا ہے، لیکن محض سلامتی اعضاء (خصوصاً وہ اعضاء جن پر زندگی کا دارو مدار نہیں ہے) کے لئے تبدیلی کے جواز کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ (مترجم)

۳۔ اگر زندہ انسان کا عضو جو زندگی کے لئے بنیادی اھمیت کا حامل ھو اسے منتقل کرنا جائز نہیں تو پھر یوں کہنا چاھیئے کہ زندہ انسان کا کوئی عضو منتقل کرنا جائز نہیں کیونکہ پیوند کاری کے جواز کے لئے یہ شرط پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ اسی عضو کی پیوند کاری جائز ہے جس عضو پر زندگی یا جسم کے کسی نظام کی سلامتی موقوف ھو۔